اسلام کا باطن و ظاہر

تحریر: غلام سرور قریشی عباس پورہ جہلم

صوم و صلوٰۃ

راقم علم کے لحاظ سے علمیت اور عمل کے لحاظ سے صالحیت کے کسی درجے پر فائز نہ ہے اس لئے اگر اس تحریر میں علمائے اسلام کوئی کمی بیشی محسوس فرمائیں تو مجھے متنبہ فرمادیں۔ بحیثیت عام مسلمان، صوم و صلوٰۃ کو اپنے محسوسات کے مطابق اسلام کا باطن اور ظاہر لکھا ہے۔ صلوٰۃ کو ظاہر اور روزہ کو باطن ٹھہرایا ہے۔ وہ اس طرح کہ اسلام نیکی و خوبی کی اشاعت بھی چاہتا ہے جس کیلئے نماز باجماعت کو فرض کیا تاکہ دن میں پانچ بار، وقفے وقفے کے ساتھ نمازی بھاگ بھاگ کر مساجد میں آئیں۔ کارگاہِ حیات کی ساری سرگرمی اور ہماہمی سمٹ کر مسجدوں میں آجائے۔ بازار سُونے اور گلیاں سنسان ہوجائیں۔ مسلمان گھرانوں میں جھاڑو بہارو، چکی چولھا، صفائی ستھرائی کا عمل رک جائے اور مسلمان خواتین حریم خانہ کے اندر بارگاہِ اقدس میں سربسجود ہوجائیں۔ فضاؤں میں تکبیر و تہلیل رچ بس جائے اور ہواؤں میں یادِ الٰہی کے نغمے پھیل جائیں۔ کون بد بخت ہوگا۔ جو ایسے وقت میں بھی دکان کے سامنے کھڑا رہے گا کہ کب دکاندار مسجد سے آئے اور وہ خریداری کرے۔ یہ ترکیب اتنی مؤثر ہے کہ سوسائٹی میں نماز کی اشاعت کے ساتھ ساتھ عام معاشرتی پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ بھی ہے۔ اللہ باری تعالیٰ نے پسند فرمایا کہ نماز ظاہر باہر ہو کہ اس کی دنیا پر اس کے اثرات نظر آئیں اور اگر ہم واقعی یہ کیفیت قائم کردیں تو اس معاشرتی ماحول میں ہر شخص خود بخود نماز پڑھنے لگ جائے گا۔ نماز عبادتِ ظاہر ہے مگر دراصل اس کا ایک باطن بھی ہے اور وہ یہی باطن ہے جو انسان کے باطن کا تزکیہ کرتا ہے۔ اس کا ظاہر معاشرتی تطہیر کرتا ہے اور باطن نفس انسانی کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک کر کے نفس مطمئنہ کے اس درجے پر پہنچا دیتا ہے جس کا نقشہ قرآن مجید میں بایں الفاظ کھینچا گیا ہے:۔ ''اے نفسِ مطمئنہ! خوشی خوشی اپنے رب کی طرف پلٹ آ (رب فرمائیں گے) میرے بندوں اور میری جنت میں داخل ہوجا۔''

صوم اسلام کا دوسرا اہم تم بالشان رکن ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف اس کے فضائل و برکات سے معمور و مملو ہیں۔ علمائے اسلام نے ہر دور میں اس کی حکمت و حقیقت بیان کرنے میں بڑے بڑے کمالات دکھائے

ہیں۔ یہ ایسی معدن ہے کہ جس قدر اس کی گہرائی میں اترو گے، اسی قدر گوہر ہائے آبدار ہاتھ لگیں گے۔ یہ اسلام کی باطنی عبادت ہے جس پر صرف اور صرف وہی ذات گواہ ہے جس کیلئے یہ رکھا گیا ہے۔ یہ وہ راز ہے جو روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔ بندہ اپنی خوبی قسمت پر نازاں ہوتا ہے کہ سرِ صوم کے سلسلے میں وہ ہمرازِ الٰہ العالمین ہے۔ اس کی خلوتیں اس راز کی لذتوں سے پر بہار رہتی ہیں۔ یہ احساس کہ اس نے اپنی خواہشات، ضروریات اور شہوات سے اپنے مالک کے حکم پر دستبرداری لکھ دی ہے' بڑا ہی خوشگوار ہوتا ہے۔ وہ دورانِ روزہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس مختصر سی دستبرداری کے ذریعے اپنے ولی نعمت، اپنے پالنہار، اپنے بخشنہار کی رضا حاصل کر رہا ہے جو اس کے روزے کا بڑا قدردان ہے اور فرماتا ہے "الصوم لی"۔ وہ اپنے روزہ کی اتنی قدردانی پر اتراتا ہے کہ مولا نے مملوک کی غلامی کو قبول فرمالیا ہے۔ وہ اپنی زبان' اپنی آنکھ' اپنے دست و بازو کی ہر حرکت پر نظر رکھتا ہے کہ مبادا اس راز کے تقدس پر کوئی آنچ آجائے۔ وہ اتنا محتاط رہتا ہے کہ اگر کوئی اس کے منہ لگائے تو اسے منہ لگانے کی جگہ یہ کہہ دیتا ہے کہ وہ روزے سے ہے۔ وہ اپنی غلامی کو اتنا صاف' اتنا پاکیزہ اور اتنا خالص رکھنا چاہتا ہے کہ جب اس کا روزہ' بعد افطار اللہ کے ہاں پہنچے تو وہ اتنا بے نقص اور بے عیب ہو کہ اللہ تعالیٰ کو پسند آئے۔ کون نہیں جانتا بادشاہی دربار میں ہمیشہ اعلیٰ ترین ہدیہ پیش کیا جاتا ہے لہٰذا صائم اپنے صوم کو ہر لحاظ سے بے نقص رکھتا ہے کہ شاہ پسند بن جائے۔

موسمِ گرما کے شدائد روزہ دار پر ضرور اثر انداز ہوتے ہیں مگر ایک اندرونی مسرت، ایک کیف و جذب کی سرخوشی ان شدائد پر غالب رہتی ہے، یہی وہ باطنی کیفیت ہے جو روزہ دار کو اللہ تعالےٰ کی جناب سے خاص طور پر عطا ہوتی ہے یہ عطا صائم کو صبر و رضا کی دولت سے مالا مال رکھتی ہے۔ یہ اس کا فوری انعام ہے۔ عاقبت کا انعام تو ابھی حق سبحانہٗ کے ذمہ باقی ہے جو وہ اپنے دستِ کرم سے خود عطا فرمائیں گے۔ میری چشم تصور دیکھ رہی ہے کہ میدانِ حشر قائم ہے۔ صائمین کو انعام دینے کیلئے ملائکہ نے مجلس سجائی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے تخت زرنگار پر نزولِ اجلال فرمایا ہے اور ہر صائم کو وہ معہودہ اجر و انعام عطا فرمایا ہے۔ سبحان اللہ روزہ دار کیا مبارک گروہ ہے جس کا حق اور اجر دینے کو حق سبحانہٗ خود آئیں گے۔ دینے والا وہ جو سب سے بڑا معطی ہے۔ سب سے بڑا بادشاہ ہے۔ لینے والے اس کے بندے' اس کے غلام' اس کے روزہ دار۔ وہ کیا دیتا ہے' اس کا علم اسی کو ہے۔ یہ بات میرے تصور میں نہیں سما سکتی کہ کیسے کیسے قیمتی اور گراں قدر انعامات ہوں گے جن سے صائمین کی جھولیاں بھری جائیں گی۔ پھر ان کا یہ اعزاز ہوگا کہ انھیں اہل جنت میں بھی وی۔ آئی۔ پی کا مقام حاصل ہوگا۔ ان کے داخلے کیلئے ایک خاص دروازہ ہوگا۔ اس میں سے سوائے صائمین کے کسی کو گزرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ لہٰذا وہ بجا طور پر اہل

جنت میں وی۔آئی۔پی ہوں گے۔

روزہ دار گھروں میں سحر و افطار تو جشن کا سماں رکھتا ہے۔ مگر دورانِ شب وروز ان گھروں میں ایک خاص قسم کی رونق رہتی ہے جسے صرف صائمین ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ خانہ داری کا جھنجھٹ جو عام حالات میں کہیں ختم ہونے میں نہیں آتا' فوراً ہی سمٹ جاتا ہے۔ مرد روزہ رکھ کر مسجدوں میں گئے۔ خواتین نے برتن دھوڈالے، مرد واپس آئے تو وہ نماز سے فارغ ہو کر تلاوتِ قرآن میں مصروف ہو چکی ہوتی ہیں۔ پھر مرد بھی تلاوت میں ان کے ہم نوا ہو گئے۔ در و دیوار پر رحمتیں برستی محسوس ہوتی ہیں۔ کوئی تسبیح و تہلیل کر رہا ہے۔ کوئی حضور اقدس ﷺ پر درود پڑھ رہا ہے۔ کام فوراً نپٹ اور سمٹ جاتے ہیں۔ چہار سو نیکی ہے ہر سو تقویٰ ہے۔ خواہشات نفس اور شہواتِ دل قصۂ ماضی بن جاتی ہیں۔ بس ایک ہی لگن، ایک ہی ذوق اور ایک ہی شوق ہر صائم کے دل و دماغ میں بھرا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تلاوت ہو جائے۔ زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات ہو جائے زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھ لئے جائیں کیونکہ ماہ مبارک میں ہر نیکی پر ستر گنا زیادہ اجر و ثواب کی بشارت ہے۔ غیر رمضان میں ایک روپیہ کی خیرات پر ایک روپیہ کا ہی اجر ہے جبکہ ماہ صیام میں ستر روپے کا ثواب ہے۔ عصر کے بعد افطار کی تیاریاں اپنا ہی سماں رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ صائمین کے دستر خوان پر نعمائے گوناگوں اور ماکولات و مشروباتِ بوقلموں کہاں سے آ موجود ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ رزق ان کیلئے خاص اور ہر اس ذاتِ پاک نے اپنی جناب سے بھیجا ہے جس کیلئے انھوں نے روزہ رکھا تھا۔ مگر صائمین یہاں بھی ہوائے نفس کو بے لگام نہیں ہونے دیتے اور تن پروری نہیں کرتے کیونکہ روحِ روزہ تقویٰ ہے اور پرخوری تقویٰ کی جگہ حیوانیت پیدا کرتی ہے۔ وہ دن بھر کے عظیم الشان روحانی تجربے کے بعد پرخوری کے ذریعے اس پر حیوانیت کو غالب نہیں آنے دیتے۔ افطار و نماز مغرب کا درمیانی فاصلہ تھوڑا ہوتا ہے اس لئے وہ فریضہ افطار سے فارغ ہو کر فوراً مسجدوں میں آتے ہیں۔ پھر عشاء اور تراویح کا شوق انھیں کشاں کشاں دربارِ الٰہی میں لے آتا ہے۔ دن میں تلاوت، تراویح میں قرآن، نمازوں میں سماعتِ قرآن، دیکھو تو معلوم ہوگا کہ قرآن اور رمضان کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ سبحان اللہ! قرآن اترا بھی تو اسی ماہ مبارک میں تھا۔ سو کثرتِ قرآن، رمضان کی نرالی شان ہے۔ دورانِ سال بندہ کارِ جہاں میں پھنس کر غفلت کا مرتکب ہو سکتا ہے مگر خواص ایسا نہیں کرتے۔ عوام سے کوتاہی ہو جاتی ہے اور تعلق باللہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ رمضان کا اعتکاف اس تعلق کو نئے سرے سے مضبوط کر دیتا ہے۔ بندہ دنیا سے سارے تعلق ختم کر کے گھربار، کاروبار چھوڑ چھاڑ کر مسجد میں آ بیٹھتا ہے۔ سود و زیاں کے سارے خیالات سے دستبردار ہو کر خانہ اللہ میں گوشہ گر ہو جاتا ہے۔

اپنے رب کی سب سے زیادہ محبوب جگہ میں خلوت گزیں ہو کر اسے پکارتا ہے۔ یاد کرتا ہے اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں پر توبہ کرتا ہے۔ دن رات اس کے ذکر میں محو رہتا ہے' اس کا رب اسے یاد کرتا ہے۔ یہ دوطرفہ ذکر' غلام اور آقا کے درمیان تعلق کو نئے سرے سے استوار کرتا ہے۔ آقا اپنے بندے کو اپنا قرب عطا کرتا ہے۔ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ پھر جب ہلالِ شوال' مطلع رمضان پر نمودار ہوتا ہے تو معتکف کی چاند رات بھی عبادت میں ہی شمار ہوتی ہے کیونکہ وہ اس شبِ عید کو ہاہو کی نذر نہیں کر دیتا۔ وہ مسجد سے ایک نیا انسان، پاک صاف انسان اور اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ ازسرِ نو عہد غلامی باندھ کر نیا غلام بن کر نکلا ہے۔ وہ اب ان کوتاہیوں سے مجتنب رہنے کا عزمِ نو لے کر نکلا ہے جن سے دورانِ اعتکاف اس نے توبہ کی تھی۔ وہ اپنے دامن پر معصیت کے وہ داغ پھر سے نہیں لگنے دے گا' جو اس نے دورانِ تہجد' آہوں' سسکیوں اور ندامت کے آنسوؤں سے دھوئے تھے۔ یہ ہیں وہ خوش نصیب صائمین جو ماہِ مبارک کے دوران اپنے رب تعالیٰ سے بخشش' مغفرت اور دوزخ سے رہائی کے پروانے لے کر عید منانے عید گاہ کو رواں دواں ہوتے ہیں اور جن کی زبانوں پر تکبیراتِ عید کے شیریں نغمے جاری ہوتے ہیں۔ اور جن کی عبادت گزاریوں اور شکر گزاریوں پر فخر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے پوچھتا ہے:۔ بھلا بتاؤ تو یہی اسی انسان کے فساد فی الارض اور خوں ریزی کا حوالہ دے کر' اس کی تخلیق پر تم نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا جو آج میری کبریائی اور بڑائی کے گیت گا تا جا رہا ہے؟

سچے صائمین اور پکے مؤمنین ۔ رمضان کا انتظار کرتے ہیں اور شعبان اپنے اِس مہمانِ گرامی کے استقبال کی تیاریوں میں گزارتے ہیں اور اپنی طبیعت میں عادتِ صوم کے احیا کیلئے سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق کثرت سے روزے رکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر جب ہلالِ رمضان مطلع دنیا پر پیغامِ برکت لے کر ظاہر ہوتا ہے تو ان کی زندگی میں بہار آ جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی بہار ہے جو دنیائے دل کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔ اس میں قمری کی کوک اور بلبل کا نغمہ خوش الحان حفاظ و قراء کا تراویح میں قرآن سنانا ہے۔ اس بہار کے گلاب، روح کی کیاریوں میں کھلتے ہیں۔ یہی روزہ کا حاصل ہے کہ اس سے روحیں پاک ہو جاتی ہیں۔ میرے خیال میں اسلام کی غایت اولیٰ تزکیہ نفس کا حصول، نماز اور روزہ کے ذریعے مکمل طور پر ممکن ہے۔ نماز اور روزہ کے ذریعے صبر کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے جو راہ تبلیغ اور میدانِ جہاد کی دشواریوں کا مقابلہ کرنے کیلئے اشد ضروری ہے۔ سورۃ العصر میں چار خصائص کے حامل انسان کو خسارے سے محفوظ بتایا گیا ہے:۔ اولاً ایمان لانے والے، ثانیاً اسلام کے بتائے ہوئے اعمالِ صالحہ کرنے والے، ثالثاً حق کی وصیت یعنی اشاعت و تبلیغ کرنے والے ۔ آج ارضِ پاکستان میں ایمان لانا، اعمالِ

صالحہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کرنا تو بہت ہی آسان ہے مگر جن حالات میں بلال حبشیؓ اور ابو ہریرہؓ چھوڑ صدیق اکبرؓ جیسے اکابر ایمان لائے تھے، وہ بڑے ہی پر صعوبت تھے۔ تبلیغ اسلام کیلئے حضور ﷺ کے سفرِ طائف کے احوال کا تذکرہ آج بھی لرزہ براندام کر دیتا ہے۔ ان حالات میں یہ بتانا واجب ہوا کہ راہِ ایمان کے سالکین جب راہ تبلیغ کے شدائد سے دوچار ہوں تو ایک دوسرے کو صبر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اور صوم وصلوٰۃ دونوں ہی صبر کا ملکہ پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہوائے نفس کی غلامی اور شہوات وخواہشات کی پیروی سے کم ہمتی، کم حوصلگی اور بزدلی جنم لیتی ہے۔ روزہ نفس پر کنٹرول حاصل کرنے کا عمدہ طریقہ ہے۔ نفس امارہ کو زیر کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ جو صائمین دیوِ شہوات کو شکست دیتے ہیں، وہی میدانِ جہاد کی سختی، تشنگی اور گرسنگی کا مقابلہ کرتے اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ کی پوری سکیم کی آخری غرض بندوں کو معرکہ حق و باطل کیلئے تیار کرنا ہے۔ اسی معرکہ کا نام جہاد ہے جو تبلیغ اسلام کا ہی حصہ ہے۔ اسی نام سے کفر لرزہ براندام ہے۔ اسی نام سے آج کا رئیس الکفار دہشت زدہ ہے۔ اسی سے اسلام کی شوکت وسطوت قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نصابِ تعلیم سے جہاد کا لفظ خارج کرنے پر اصرار کیا جا رہا ہے۔

جناب محمد داؤد مغل کی ہمشیرہ کا انتقال پر ملال

مرکزی جمعیت اہل حدیث گلاسکو کے ممتاز راہنما اور مسجد ومدرسہ الفاروق گلاسکو کے بانی جناب محمد داؤد مغل کی ہمشیرہ جو چند روز قبل ہی برطانیہ پہنچی تھیں اچانک وفات پا گئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کی پہلی نماز جنازہ گلاسکو کی مرکزی جامع مسجد میں ہوئی جس میں برطانیہ بھر سے ان کے عزیز واقارب نے بڑی تعداد میں شرکت کی ازاں بعد مورخہ 6 ستمبر بروز بدھ ان کی میت جب جہلم پہنچی تو ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل نے پڑھائی ازاں بعد ورثاء کی خواہش پر مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث میں رئیس الجامعہ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث میں تقریب انعامات

مورخہ 8 ستمبر بروز جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث میں رئیس الجامعہ نے نماز جمعہ کے بعد جامعہ کے سالانہ امتحان کے نتائج کا اعلان کیا اس موقع پر جناب محمد داؤد مغل صاحب جو کہ گلاسکو مسجد ومدرسہ الفاروق کے بانی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے ممتاز راہنما ہیں اس موقع پر مہمانِ خصوصی تھے انہوں نے جامعہ کے طلبہ میں انعامات تقسیم کئے۔